پروفیسر عنایت اللہ سوہدرویؒ اور علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

ایک یادگار ملاقات ..... (قسط اول) عبدالرشید عراقی

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم ایک مشہور طبیب، ادیب، دانشور، نقاد، مقرر، مصنف اور شاعر تھے۔ شعر و ادب سے خاص ذوق تھا اور طبیب بھی حاذق تھے۔ 1912ء میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ مولف تاریخ ککے زئی مولوی ابو المحمود ہدایت اللہ سوہدروری اور حکیم عنائت اللہ نسیم کا ایک تعلق ایک ہی خاندان سے تھا۔ حکیم صاحب نے مڈل کا امتحان سوہدرہ سے پاس کیا اور میٹرک کا امتحان مشن ہائی سکول وزیر آباد سے کیا۔ دینی تعلیم مولانا غلام نبی الربانی سے حاصل کی۔

دوران تعلیم مولانا ظفر علی خان سے تعلق پیدا ہوا۔ جو مولانا ظفر علی خان کے انتقال 1956ء تک قائم رہا اور مولانا ظفر علی خان کی تحریک پر طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں داخل ہوئے اور پانچ سال میں فاضل الطب و الجراحت کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔

حکیم صاحب نے اپنے زمانہ طالب علمی میں ملکی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا اور ساری زندگی کسی نہ کسی طرح ان کا سیاست سے تعلق رہا۔ قومی اور ملی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شروع سے ہی مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے۔ دو سال تک جماعت اسلامی سے بھی تعلق رہا۔ جب مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، غازی عبد الجبار وغیرہ نے جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کی تو حکیم صاحب بھی جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے۔

قیام علی گڑھ کے دوران قادیانیت کے خلاف بھی حکیم صاحب نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی کتاب تحریک ختم نبوت میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم کو شروع سے ہی برصغیر کی ممتاز علمی دینی، ادبی

اور سیاسی شخصیات سے ملنے کا شوق تھا۔ اس لئے حکیم صاحب نے برصغیر کی ممتاز شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور ملاقاتوں میں جو گفتگو ہوئی ان کو ذہن میں محفوظ رکھا۔ حکیم صاحب کا حافظہ بہت قوی تھا۔ غالب' حالی' اقبال اور مولانا ظفر علی خان کے سینکڑوں اشعار زبانی یاد تھے۔ مولانا ظفر علی خان کے کلام کے تو حافظ تھے اور تمام اشعار کے پس منظر سے آگاہ تھے۔

حکیم عنایت اللہ نسیم برصغیر کی جن علمی ' دینی و ادبی اور شخصیات سے ملے ان میں قائد اعظم محمد علی جناح' علامہ اقبال' گاندھی جی' جواہر لعل نہرو' مولانا سید ابوالکلام آزاد' مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی' ڈاکٹر ذاکر حسین' مولانا سلیمان ندوی' مولانا عبد الماجد دریا آبادی' نواب اسمٰعیل خان' خان لیاقت علی خان' سردار عبد الرب نشتر' مولانا حسین احمد مانی' مفتی کفایت اللہ دہلوی' مولانا احمد سعید' ڈاکٹر سیف الدین کچلو' سر راس مسعود' ڈاکٹر ضیا الدین' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی' مولانا ابوالقاسم بنارسی' مولانا محمد جوناگڑھی' مولانا داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا محمد حنیف ندوی' مولانا مودودی' مولانا امین احسن اصلاحی' مولانا ظفر علی خان' مولانا حافظ محمد گوندلوی' ملک نصراللہ عزیز' میاں طفیل احمد' پروفیسر میر احمد خان' ثناء الملک' حکیم محمد حسن قرشی' مولانا حکیم عبد الرحیم اشرف' پروفیسر حکیم منیر الطبی' مولانا عطاء اللہ حنیف' پروفیسر سید ابوبکر غزنوی' علامہ احسان الٰہی ظہیر وغیرہ شامل ہیں۔

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم برصغیر کی تمام قومی' دینی' سیاسی' تحریکوں سے پوری طرح واقف تھے اور ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔ تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ مولانا شوکت علی اور مولانا ظفر علی خان کے ساتھ برصغیر کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا تقریریں کیں اور عوام کو تحریک پاکستان سے روشناس کرایا۔

بحیثیت طبیب حکیم عنایت اللہ نسیم ایک حاذق طبیب تھے۔ طبی مطالعہ بھی

وسیع تھا۔ تشخیص بہت اچھی کرتے تھے اور دوائی کی قیمت بہت کم وصول کیا کرتے تھے۔ کبھی مریض سے فیس نہیں لی' خواہ اس کو گھر جا کر بھی دیکھیں۔

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم ایک کامیاب مصنف بھی تھے۔ آپ نے جو کتابیں تصنیف کیں وہ درج ذیل ہیں۔

علی گڑھ کے تین فرزند

اس کتاب میں مولانا محمد علی جوہر' مولانا ظفر علی خان اور مولانا حسرت موہانی کے حالات قلمبند کئے ہیں اور ان کی علمی' ادبی اور سیاسی خدمات کا ذکر کیا ہے۔

مولانا ظفر علی خان اور ان کا عہد

یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ اس میں مولانا ظفر علی خان کے حالات زندگی اور ان کے علمی' ادبی' سیاسی' خدمات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کو اہل علم نے بہت پسند کیا ہے۔

مولانا ظفر علی خان

یہ مختصر کتاب بچوں کے لئے لکھی گئی ہے اور ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔

طبی فارماکوپیا

یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور اطبائے کرام کے لئے ایک عمدہ اور مفید کتاب ہے۔ طبی حلقوں میں اس کتاب کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

زیر طبع کتابیں

حکیم صاحب کی درج ذیل کتابیں آپ کے صاحبزادے حکیم راحت نسیم کے

زیر اہتمام بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہو رہی ہیں۔

۱۔ رسول کائنات ﷺ

۲۔ قائد اعظمؒ اور ان کا عہد

۳۔ مردم دیدہ و شنیدہ۔ یہ کتاب بہت لاجواب اور عمدہ ہے اس میں ان علمی' ادبی اور سیاسی شخصیات کا تذکرہ ہے جن سے حکیم صاحب ملے اور ان لوگوں سے جو گفتگو ہوئی اس کا تذکرہ اور حکیم صاحب کے اپنے تاثرات بھی شامل ہیں۔

۴۔ برصغیر کی آزادی میں مسلمانوں کی جدوجہد۔ یہ کتاب بھی اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی دلچسپ اور معلوماتی کتاب ہے۔

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم کے مشہور اہلحدیث عالم اور محقق مولانا محمد عطاء اللہ صاحب سے بھی خصوصی تعلقات تھے اور ان کے انتقال کے بعد مولانا عطاء اللہ مرحوم کے صاحبزادہ حافظ احمد شاکر سے بھی خصوصی تعلقات رہے۔ اس لئے حکیم صاحب نے اپنے انتقال سے دو ماہ پہلے یہ وصیت کر دی تھی۔ کہ میرا جنازہ حافظ احمد شاکر پڑھائیں۔ اگر نہ آسکیں یا ان سے رابطہ نہ ہو سکے تو مولانا عبد الرحمان عتیق میرا نماز جنازہ پڑھائیں۔

حکیم عنایت اللہ نسیم تقریبا دو تین ماہ بیمار رہے' علاج معالجہ ہوتا رہا لیکن افاقہ کم ہوتا تھا۔ انتقال سے چار روز پہلے انہیں اسلام آباد لے جایا گیا۔ وہاں آپ نے ۸ دسمبر ۱۹۹۳ء کی شام انتقال کیا۔ میت سوہدرہ لائی گئی اور ۹ دسمبر کو آپ کو آپکے آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ نماز جنازہ حافظ احمد شاکر نے پڑھائی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

علامہ احسان الٰہی ظہیر بن شیخ ظہور الٰہی ۳۱ مئی ۱۹۴۵ء سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد جیسی مشہور

و معروف درسگاہوں سے حاصل کی اور ۱۹۶۷ء میں آپ فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد مولوی فاضل، منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات امتیازی نمبروں میں پاس کئے۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور مدینہ یونیورسٹی سے آپ نے "اللیسانس فی شریعة" کی اعلی ڈگری حاصل کی۔

پاکستان اور سعودی عرب میں آپ نے جن ممتاز اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی ان کے نام یہ ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا ابو البرکات احمد مدراسی، شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجانی، فضیلہ الشیخ علامہ ناصر الدین البانی، مفسر شہیر و محدث کبیر شیخ محمد امین الشنقیطی فضیلہ الشیخ عبد القادر، فضیلہ الشیخ عطیہ محمد سالم، فضیلہ الشیخ عبد العزیز بن باز مفتی اعظم المملکۃ السعودیہ العربیہ، فضیلہ الشیخ عبد المحسن العباد

مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد آپ نے لاہور میں مستقل طور پر رہائش اختیار کی اور جامعہ مسجد چینیانوالی لاہور جہاں کبھی مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبد الواحد غزنوی اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی جیسے ممتاز اور جید علمائے کرام خطیب رہے تھے۔ آپ کو خطیب مقرر کیا گیا۔

آپ پہلے ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ بعد میں ہفت روزہ اہلحدیث لاہور کے بھی ایڈیٹر رہے۔ اس کے بعد اپنا ماہنامہ رسالہ ترجمان الحدیث جاری کیا۔ جو آج تک بغیر کسی انقطاع کے دین اسلام کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ملکی سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کیا اور ۱۹۷۲ء میں تحریک استقلال میں شمولیت اختیار کی مگر ۱۹۷۸ء میں تحریک استقلال سے علیحدگی اختیار کر لی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک بین الاقوامی شخصیت تھے۔ پاکستان میں تو بلند مرتبہ مقام کے حامل تھے۔ عالم اسلام میں بھی ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کویت' عراق اور سعودی عرب میں ان کی بہت قدر و منزلت تھی۔

علامہ صاحب نے مصروف زندگی گزاری۔ آپ ایک کامیاب مصنف تھے۔ آپ کی تصنیف زیادہ عربی میں ہے۔ فارسی میں بھی ایک دو کتابیں لکھیں۔ انگریزی اور اردو میں بھی آپ کی کئی ایک تصانیف ہیں۔

تصانیف کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ شیعہ و اہل البیت (عربی)

اس کتاب میں شیعہ کی مزعومہ حب اہل بیت کی حقیقت آشکار کی گئی ہے۔

۲۔ الشیعہ و السنة (عربی)

اس کتاب میں شیعہ اور سنت' شیعہ اور قرآن' تقیہ کی شرعی حیثیت' نکاح ام کلثوم' اور اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا اعتراف جیسے موضوعات پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔

۳۔ الشیعہ و القرآن (عربی)

علمائے شیعہ کا دعوی ہے کہ قرآن مجید تحریف شدہ ہے۔ علامہ شہید نے اس کتاب میں شیعہ علماء کے اس دعوی کی دلائل سے تردید کی ہے۔

۴۔ الشیعہ و التشنیع (فرق و تاریخ) (عربی)

اس کتاب میں مذہب شیعہ کی مکمل تاریخ بیان کی گئی ہے اور شیعہ گروہ میں جتنے فرقے ہیں ان کی مکمل تفصیل اور تاریخ بیان کی گئی ہے۔

۵۔ البریلویة (عربی)

اس کتاب میں فرقہ بریلوی اور اس کے بانی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے حالات زندگی اور قادیانی عقائد کی مکمل تفصیل درج ہے۔

۶۔ القادینیة (عربی)

اس کتاب میں قادیانی فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی اور قادیانی عقائد کی مکمل تفصیل درج ہے۔

۷۔ البهائية (نقد و تحليل) (عربی)

اس کتاب میں فرقہ بہائیہ کی مکمل تاریخ اور اس فرقہ کے بانی بہاء اللہ کے حالات اور اس کے عقائد پر بحث کی ہے۔

۸۔ البابية (عرض و نقد) (عربی)

یہ کتاب فرقہ بابیہ کی مکمل دستاویز ہے اس میں فرقہ بابیہ کی مکمل تاریخ اور اس فرقہ کی تعلیمات پر سیر حاصل تبصرہ ہے۔

۹۔ التصوف (عربی)

اس کتاب میں تصوف کی مکمل تاریخ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۰۔ الاسماعیلیه (عربی)

اس کتاب میں فرقہ اسماعیلیہ جو شیعہ مذہب کا ایک فرقہ ہے۔ اس کی مکمل تاریخ بیان کی ہے۔

۱۱۔ بین الشیعه و اہل السنة (عربی)

اس کتاب میں شیعہ اور اہل سنت کے عقائد کا تذکرہ ہے۔

۱۲۔ دراسقه فی التصوف (عربی)

اس کتاب میں تصوف کی تاریخ اور صوفیہ کے کردار و افعال کا تذکرہ ہے۔

۱۳۔ مرزائیت اور اسلام (اردو)

اس کتاب میں قادیانی فرقہ کے عقائد اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات اور مرزائی خرافات کا تذکرہ ہے۔

۱۴۔ سفر نامہ حجاز (اردو)

یہ کتاب علامہ صاحب کا سفر نامہ حجاز ہے۔

۱۵۔ حج مسنون (اردو)

اس کتاب میں حج کے مسائل کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کئے ہیں۔

۱۶۔ القادیانہ (انگریزی)

اس کتاب میں قادیانی مذہب کے بانی اور قادیانی مذہب کی مکمل تاریخ ہے۔

۱۷۔ الشیعہ و السنہ (فارسی)

یہ کتاب الشیعہ و السنہ عربی کا فارسی ترجمہ ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی زندگی بڑی مصروف تھی۔ کوئی دن بھی خالی نہ ہوتا تھا۔ کہ آپ کسی جگہ تقریر نہ کریں۔ مشکل سے ہفتہ میں ایک دو دن ملتے تھے۔

۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں سیرت النبی ﷺ کے ایک جلسہ میں خطاب کر رہے تھے کہ بم کے دھماکہ سے شدید زخمی ہو گئے اور ۲۵ مارچ کو خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبد العزیز حفظہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر آپ کو فیصل ہسپتال ریاض میں داخل کیا گیا۔ جہاں آپ نے ۴۲ سال کی عمر میں ۳۰ مارچ ۱۹۸۷ء کو انتقال کیا اور جنت البقیع مدینہ منورہ امام دار الہجرۃ مالک بن انسؒ کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ جماعت اہلحدیث کے ممتاز عالم دین تھے۔ وہ بیک وقت ایک بلند پایہ مقرر، خطیب، اعلیٰ درجہ کے عربی، فارسی، انگریزی اور اردو کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متکلم، معلم، مورخ، دانشور، نقاد، صحافی، ادیب اور سیاستدان تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر علوم اسلامیہ کے تبحر عالم تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی وسیع نظر تھی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ پر کامل دستگاہ حاصل تھی۔ عربی، فارسی، انگریزی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ اردو تو ان کے گھر کی لونڈی تھی۔

حدیث اور تاریخ پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ حدیث کے معاملہ میں معمولی سے غلطی بھی برداشت نہیں کرتے تھے اور تاریخ پر بھی ان کی گہری نظر

تھی۔ ملکی اور عالمی سیاست سے پوری طرح باخبر تھے۔ برصغیر کی ہر قومی' ملی اور سیاسی تحریک سے نہ صرف واقف تھے بلکہ ہر تحریک کے پس منظر سے بخوبی واقف تھی اور ہر تحریک کے پس منظر سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اسی طرح عالمی سیاست سے بھی مکمل آشنا تھے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ ایک کامیاب مصنف تھے۔ ان کی بلند پایہ کتابیں عربی' فارسی' انگریزی اور اردو میں تھیں اور ان کی کتابوں کا موضوع "فرق" ہے اور ان کی کتابوں کو نہ صرف ملک میں پزیرائی حاصل ہوئی بلکہ عالم اسلام میں بھی اہل علم حضرات نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ سے میری اس وقت شناسائی ہوئی جب انہوں نے ماہنامہ ترجمان الحدیث جاری کیا۔ میں اپنا ایک مضمون لے کر ان کے دفتر ایبک روڈ لاہور میں حاضر ہوا۔ تعارف کرایا تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے۔ پہلے ٹھنڈا مشروب پلایا اور بعد میں چائے بسکٹ سے تواضع کی اور فرمانے لگے۔

آپ کے مضامین' دینی رسائل و اخبارات میں نظر سے گزرتے ہیں۔ ماشاء اللہ خوب لکھتے ہیں خاص کر آپ کے مضامین جو سوانح سے متعلق ہوتے ہیں۔ خاصے دلچسپ اور معلوماتی ہوتے ہیں اور خاص کر علمائے کرام کی تصانیف کا تعارف تو بہت معلوماتی ہوتا ہے۔

میں ان دنوں شادائی دواخانہ نسبت روڈ لاہور میں کام کرتا تھا اور میرا راستہ ایبک روڈ سے ہی تھا۔ اس لئے کبھی کبھی ایبک روڈ پر علامہ شہید سے ملاقات ہوجاتی۔ اگر دفتر جا رہے ہوتے تو ساتھ اوپر دفتر میں لے جاتے۔ چائے وغیرہ سے تواضع کرتے اور مختلف موضوعات پر ان سے گفتگو ہوتی۔ حالات حاضرہ پر بڑے اچھے انداز سے تبصرہ کرتے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک بلند پایہ خطیب و مقرر تھے۔ اس لئے اہلحدیث حضرات اپنے جلسوں میں ان کو ضرور بلاتے۔ ان کی تقریر کے لوگ بہت معترف

تھے۔ یاد نہیں رہا۔ سوہدرہ میں پہلی بار پروفیسر عنایت اللہ نسیم سوہدروی کی دعوت پر تشریف لائے۔ اتنا یاد رہا ہے کہ گرمیوں کا موسم تھا۔ بعد از مغرب مسجد میں علامہ شہید سے ملاقات ہوئی۔ بڑی خندہ پیشانی سے ملے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کی تقریر سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر ہوئی۔ سامعین نے ان کی تقریر بہت پسند کی اور تقریر کے بعد علامہ شہید لاہور واپس چلے گئے۔

اس کے بعد دوسری دفعہ جب علامہ احسان الٰہی ظہیر سوہدرہ تشریف لائے تو اس وقت بھی گرمیوں کا موسم تھا۔ میں اتفاق سے لاہور سے سوہدرہ جا رہا تھا۔ تقریر کے اختتام پر ملاقات ہوئی۔ مل کر بڑے خوش ہوئے۔ میں نے کہا۔

مجھے معلوم ہوا کہ علامہ صاحب سوہدرہ تقریر کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں تو میں چھٹی لے کر آگیا کہ جا کر علامہ صاحب کی تقریر سنوں۔ فرمانے لگے کبھی کبھی ملتے رہا کرو آپ سے مل کر بہت خوشی ہوتی ہے۔

اس کے بعد لاہور میں علامہ شہید سے مولوی نذیر احمد سبحانی کی دوکان واقع زیریں مسلم مسجد لوہاری گیٹ لاہور اور بعد میں اردو بازار ہوا کرتی تھی اور کبھی کبھی یہ ملاقات ایک گھنٹہ سے بھی زیادہ ہوتی۔ علامہ شہید مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے اور ان کے ارشادات سن کر معلومات میں اضافہ ہوتا۔

یادگار ملاقات

علامہ احسان الٰہی ظہیر سے یہ یادگار ملاقات سوہدرہ میں پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدری کی بیٹھک میں ہوئی۔ علامہ صاحب ایک تبلیغی جلسہ میں تقریر کرنے سوہدرہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ مولوی نذیر احمد سبحانی بھی تھے۔ اور دوسرے مقرر صاحب مولانا عطا الرحمان شیخوپوری تھے۔ شام کا کھانا حکیم عنایت اللہ سوہدروی کے ہاں تھا۔ راقم بھی مدعو تھا۔ نماز عشاء کے بعد مسجد گکے زیاں میں جلسہ شروع ہوا۔ پہلے مولانا عطاء الرحمان کی تقریر ہوئی۔ جو تقریبا

ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی اور مولانا عطاء الرحمان کی تقریر کے بعد مولوی نذیر احمد سبحانی نے دو نظمیں سنائیں اور ان نظموں میں تقریبا پون گھنٹہ صرف ہوا۔

علامہ صاحب حکیم عنایت اللہ نسیم کی بیٹھک میں آرام کر رہے تھے۔ اس لئے مجھے اور حکیم صاحب مرحوم کو ان سے دو گھنٹے تک گفتگو کرنے کا موقع مل گیا۔ اس یادگار ملاقات میں پہلے پروفیسر حکیم عنائت اللہ نسیم نے مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا ظفر علی خاں' مولانا سید سلمان ندوی' مولانا داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل السلفیؒ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے بارے میں تاثرات بیان کئے۔

پروفیسر حکیم عنائت اللہ نسیم نے فرمایا کہ :

مولانا ابو الکلام آزاد ایک عبقری شخصیت تھے۔ میں نے ان جیسا فاضل اور جید عالم نہیں دیکھا۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی گہری نظر تھی۔ بڑے بڑے مشکل مسائل خواہ ان کا تعلق دین سے ہو یا ملکی سیاست سے چند لمحوں میں حل کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ مجھ سے پنڈت جواہر لعل نہرو نے الہ آباد میں کہا تھا کہ ہم کانگریسی لیڈر جب کسی مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں ناکام ہوتے تو مولانا ابوالکلام آزاد سے رجوع کرتے۔ ان کے آگے مسئلہ پیش کرتے تو مولانا آزاد دو چار منٹوں میں اس کو حل کر دیتے اور ہم حیران رہ جاتے کہ تین چار روز سے یہ مسئلہ حل کر رہے تھے۔

مولانا ابو الکلام آزاد کا علمی مرتبہ بہت بلند تھا۔ تحریر و تقریر کے بادشاہ تھے۔ مولانا ظفر علی خان نے سچ فرمایا تھا۔

جہان اجتہاد میں سلف کی راہ گم ہو گئی
ہے تجھ کو اس میں جستجو تو پوچھو ابوالکلام سے

اور مولانا حسرت موہانی نے کہا تھا۔

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظم حسرت میں کچھ مزہ نہ رہا

حکیم صاحب نے فرمایا مولانا ابوالکلام آزاد سے دو دفعہ ملاقات ہوئی ہے اور دونوں دفعہ دہلی میں ہوئی۔ پہلی ملاقات ۱۹۴۵ء میں ہوئی اور دوسری ۱۹۴۷ء کے شروع میں ہوئی۔

۱۹۴۷ء کے شروع میں میرے اہل و عیال سوہدرہ پنجاب آ گئے تھے اور میں بلند شہر میں ہی مقیم تھا میں نے کہا مولانا میرا ارادہ ہے کہ میں یہاں ہندوستان میں ہی رہوں بچے تو مرے پنجاب میں ہیں۔ مولانا آزاد فرمانے لگے :

میرے بھائی ہوش کے ناخن لو۔ بیوی' بچے پاکستان میں رہے اور تم یہاں ہندوستان میں رہے۔ یہ عقلمندی کی بات نہیں آپ پاکستان جائیں تو اس کو مضبوط بنائیں۔ پاکستان کے مضبوط ہونے سے ہی ہندوستان کا مسلمان مضبوط رہ سکتا ہے۔

حکیم صاحب نے فرمایا کہ اس کے بعد میں اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگیا۔

مولانا ظفر علی خاں کے بارے میں حکیم عنایت اللہ نسیم نے فرمایا کہ مولانا ظفر علی خاں سے تعلق میرا زمانہ طالب علمی سے ہوا اور ان کے انتقال ۱۹۵۲ء تک قائم رہا۔

مولانا ظفر علی جیسا بیباک' نڈر اور صحیح مسلمان انسان برصغیر میں پیدا نہیں ہوا۔ مولانا کے قلم میں جو جوش تھا وہ کسی اور اہل علم میں نہیں دیکھا۔

جنزل اوڈ وائر نے صحیح کہا تھا کہ :

ظفر علی خاں ماں کے پیٹ سے دوات قلم لے کر پیدا ہوا۔

مولانا کی تقریروں اور نظموں نے برصغیر میں آگ لگا دی۔ مولانا فی البدیہ شاعر تھے۔ کوئی سیاسی واقعہ ہندوستان میں رونما ہوتا تو دوسرے دن زمیندار کے پہلے صفحہ پر اس کے متعلق نظم آ جاتی۔

قادیانیت کی تردید میں مولانا ظفر علی خان نے جو خدمات سرانجام دیں میرا پختہ ایمان ہے کہ یہ خدمات ہی ان کی نجات کے لئے کافی ہیں۔ حکیم صاحب

مولانا ظفر علی خاں کے کلام کے حافظ تھے۔ اس وقت آپ نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے ۔

وہ بھاگتے ہیں اس طرح معاملے کے نام سے
فرار کفر ہوا جس طرح مسجد الحرام سے
پکار کر یہ کہہ رہا ہے زلزلہ بہار کا
ٹل نہ سکے گا قادیاں خدا کے انتقام سے
مسیلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں
کتر کے جیب لے گئے پیمبری کے نام سے
سنا بھی تو نے اے ہم نشین کہ ماریاں دمشق کی
ہوئی ہے جنت اندلس کے جنگ بدلگام سے
میں قادیاں سے کیا لڑوں کہ فرصت آج کل نہیں
رکوع سے، سجود سے، قعود سے، قیام سے

مولانا ظفر علی خان نے قادیانیت کی تردید "ارمغان قادیاں" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب کے بارے میں حکیم صاحب نے یہ شعر سنائے ۔

گر تجھ کو منظور ہے سیر جہاں قادیاں
اے مسلمانو! خرید و ارمغان قادیاں
میں نے دی اس کو لگام اور کیا اس پر سوار
ورنہ کس کو مانتی تھی قادیان قادیاں

ترجمان الحدیث

میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں